

بقیہ - علم و تحقیق کا ادارہ

خانہ کے حسن سلوک سے بہت متاثر ہوئی انہوں نے اتنی سخت گرمی میں جس شاندار ضیافت کا اہتمام کیا تھا وہ بھی بے مثال تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس محنت کا اجر عطا فرمائے۔ پھر میں والد محترم کے ساتھ لاہریری ہال دیکھنے کیلئے گئی۔ محترم جناب محمد یٰسین ظفر صاحب ہماری رہنمائی کیلئے ساتھ تھے۔ انہوں نے تمام کتب کے بارے میں ہمیں آگاہ کیا۔ لاہریری ہال میں داخل ہوتے ہی محسوس ہوتا ہے کہ اس کے مدیر صاحب نہایت خفی انسان ہیں۔ صفائی کا خاص خیال رکھا گیا تھا اور کتابیں اتنی زیادہ تعداد میں ہونے کے باوجود جس خوبصورتی اور ترتیب کے ساتھ الماریوں میں سجائی گئی تھیں وہ بھی ان کی محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید ہمت عطا کرے۔ میں نے بھی دو تین کتابوں کیلئے درخواست کی جو مجھے عنایت کر دی گئیں۔

ہم تقریباً تین بجے سہ پہر محترم جناب یٰسین ظفر اور ان کے اہل خانہ کی دعاؤں کے ساتھ واپس ہو لئے۔ آپ سب کا حسن اخلاق تازنگی یاد رہے گا۔

والد محترم جامعہ سلفیہ اور اس کے مدرسین و معاونین سے گہری محبت و عقیدت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے چھوٹے صاحبزادے خلیق الرحمن کو ۱۹۹۸ء میں جامعہ میں داخل کروایا تھا، لیکن دو تین ماہ بعد سخت بیمار ہونے کی وجہ سے ان کو واپس آنا پڑا۔ اب بھگتدہ ڈاکٹر ہیں اور دین اسلام کی کافی سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ جامعہ کی طرف سے بھی ہر تقریب میں والد محترم اور برادر عتیق الرحمن کو مدعو کیا جاتا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ تعلقات رہتی دنیا تک قائم دائم رہیں۔

میری دعا ہے کہ اللہ رب العزت جامعہ سلفیہ کو دن و رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اس کے مدرسین و معاونین کو جامعہ کی خدمت کرنے کی اور زیادہ توفیق عطا فرمائے اور طالب علموں کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

لکھا کہ میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا ورنہ آپ سہ اللہ کے مطابق مکہ میں کی سزا سے نہیں بچیں گے خدا آپ کو نابود کر دے گا خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مفسد اور کذاب کو صادق کی زندگی میں اٹھائے۔ اس خط کے ایک سال ایک ماہ اور بارہ دن بعد مرزا صاحب لاہور میں اپنے میزبان کے بیت الخلاء میں دم توڑ گئے۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے ۱۵ مارچ ۱۹۳۸ء کو سرگودھا میں رحلت فرمائی۔ وہ مرزا صاحب کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے۔ ان کے علاوہ مولانا ابو سعید محمد حسین بٹالوی، مولانا عبد اللہ معمار، مولانا شریف گھڑیالوی، مولانا عبد الرحمان لکھوکی والے، حافظ عبد اللہ روپڑی مولانا حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد اسماعیل گوجرانوالہ، مولانا محمد حنیف ندوی، بابو حبیب اللہ اور حافظ محمد ابراہیم کیر پوری وغیرہ نے قادیانی امت کو ہر دینی محاذ پر خوار کیا اس سلسلہ میں غزنوی خاندان نے عظیم خدمات سر انجام دیں مولانا سید داؤد غزنوی جو جمعیت الہدیٰ کے امیر اور مجلس احرار کے بیکرٹری رہے انہوں نے اس محاذ پر بے نظیر کام کیا۔ فی الجملہ تحریک ختم نبوت کے اس آخری دور تک مرزائی مسلمانوں سے الگ کئے گئے۔ اور آئینی اقلیت پا گئے۔ علماء الہدیٰ قادیانیت کے تعاقب میں پیش پیش رہے اور اس عنوان سے اتحاد بین المسلمین میں قابل قدر حصہ لیا (تحریک ختم نبوت صفحہ ۳۱ منقول از حقیقت اور مرزا بیت صفحہ ۲۸)

شورش مرحوم نے الہدیٰ کے بارے میں جو تجزیہ پیش کیا وہ حقائق پر مبنی ہے جس میں تنگ نظری اور تعصب کو کوئی دخل نہیں اس لئے کہ شورش بھی مسلماً الہدیٰ نہ تھے کہ ان پر جانب داری کا الزام لگایا جاسکے۔ بلاشبہ قادیانیت کا سب سے پہلا تعاقب علماء الہدیٰ نے کیا تھا اور الہدیٰ ہی مرزا کی راہ میں سد سکندری بنے تھے یہ ایسی تاریخی شہادت ہیں جنہیں انشاء اللہ مذہبی جنون، تعصب اور اکابر پرستی کے کرداروں سے مسخ نہیں کیا جاسکتا۔

کے جنون کا بڑے بڑوں کو اندھا کر کے رکھ دیا وہ کس دیدہ دلیری کے ساتھ ان خدمات جلیلہ کا انکار کرنے پر تلے ہوئے ہیں ان کثیر کتب کی تعداد اور سینکڑوں مقالات و مضامین اور فتوؤں کی موجودگی میں بڑی جسارت ہے کہ ان کا انکار کر دیا جائے کیا یہ ممکن ہے مرزا جن کے ہاتھوں (مہلبہ شائی) کفر کردار کو پہنچا تھا ان کو مرزا بیت کا ایجنٹ قرار دے دیا جائے نہیں تاریخ اپنا وجود رکھتی ہے جو تعصب سے ختم نہیں کی جاسکتی۔

غیر جانبدار مورخ کی تحقیق:

جب بھی کوئی غیر جانبدار مورخ قادیانیت کے حوالے سے قلم اٹھائے گا تو وہ اس میدان میں اہل حدیث کی سنہری خدمات اور درخشاں ماضی کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایسے ہی حضرات میں پاکستان کے نامور ادیب صحافی اور مورخ آغا شورش کشمیری ہیں جنہوں نے رد قادیانیت میں عملاً خود بھی حصہ لیا اور ان کے خلاف اٹھنے والی تحریک کا بے لاگ تجزیہ پیش کیا ہے فرماتے ہیں ”علماء اہل حدیث نے مرزا صاحب کے کفر کا فتویٰ دیا ان کا یہ فتویٰ فتاویٰ نذیریہ جلد ۴ ص ۴ پر موجود ہے مرزا صاحب اس فتویٰ پر تملکا اٹھے اور میاں صاحب کو مناظرے کا چیلنج دیا میاں صاحب سو سال سے اوپر ہو چکے تھے اور انتہائی کمزور تھے آپ نے مرزا صاحب کے چیلنج کو اپنے تلامذہ کے سپرد کیا مرزا صاحب اپنی عادت کے مطابق فرار ہو گئے جن علماء الہدیٰ نے مرزا صاحب اور ان کے بعد قادیانی امت کو زیر کیا ان میں مولانا محمد بشیر شہسوانی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی سرفہرست تھے لیکن جس شخصیت کو علماء الہدیٰ میں فاتح قادیان کا لقب ملا وہ مولانا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ انہوں نے مرزا صاحب اور ان کی جماعت کو لوہے کے پتے چبوا دیے۔ اپنی زندگی ان کے تعاقب میں گزاری۔ ان کی بدولت قادیانی جماعت کا پھیلاؤ رک گیا۔ مرزا صاحب نے جگہ جگہ انہیں دیا

عشرة من رمضان (فتح القدیر/۱۸۳)

ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے رمضان کی پہلی رات
اور زبور ۱۸ رمضان (انیسویں رات) اور اللہ تعالیٰ نے
قرآن مجید ۲۳ رمضان (بچیسویں رات) اور توراۃ ۲۵ رمضان
(ساتویں رات) اور انجیل ۱۸ رمضان (انیسویں رات)
نازل کئے۔ رمضان المبارک کا یہ بہت بڑا عزا ہے اور اگر
کی فضیلت کی دلیل بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إذا دخل رمضان فتحت ابواب السماء
وغلقت ابواب جہنم وسلسلت
الشیاطین (بخاری/۲۵۵ کتاب الصوم) جب
رمضان کا مہینہ شروع ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول
دیئے جاتے ہیں۔ بخاری کی ہی ایک حدیث کے الفاظ ہیں:
فتحت ابواب الجنة۔ کہ جنت کے دروازے کھول
دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا
ہے رمضان المبارک کی فضیلت کو امام کائنات حضرت
محمد ﷺ نے یوں بیان فرمایا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی
اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان الجنة تزحف لرمضان من راس
الحول الى حول قابل قال فاذا كان اول
يومه من رمضان هبت ریح تحت
العرش من ورق الجنة على العور العين
فيقتلن يا رب اجعل لنا من عبادك
ازواجا تقربهم اعيننا وتقر اعينهم بنا
(مشکوٰۃ ۱/۳۷ کتاب الصوم) بے شک جنت کو رمضان
المبارک کیلئے ایک سال تک مزین کیا جاتا ہے تو جب
رمضان المبارک کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سے ہوا
چلتی ہے جو جنت کے پتوں سے گزرتی ہوئی حورین تک
پہنچتی ہے تو وہ کہتی ہیں اے اللہ اپنے بندوں میں سے
ہمارے جوڑے بنا دے کہ ان سے ہمارے آنکھیں ٹھنڈی
ہوں اور ہماری وجہ سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔
اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کیلئے انبیاء و رسل



والذی نفس محمد بیدہ لخلف
فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح
المسک (بخاری کتاب الصوم) مجھے قسم ہے اس ذات
کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے روزے دار کے
منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کو ستوری کی بُو سے بھی زیادہ پاکیزہ
(محبوب) ہے۔ اس قدر محبوب عمل روزے کو اللہ تعالیٰ نے
اپنے بندوں کے لئے خاص فضل و رحمت کرتے ہوئے سال
میں ایک مہینہ فرض قرار دے دیا تاکہ جو لوگ اپنی سستی یا
کامیابی کی وجہ سے عام دنوں میں روزہ رکھ کر یہ فضیلت حاصل
نہیں کر سکتے وہ فرض سمجھ کر رمضان المبارک کو روزے میں
گزار دیں تاکہ کبھی مسلمان یہ سعادت حاصل کریں۔

فضائل رمضان المبارک

پھر اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کو بابرکت بنایا اور
عام مہینوں پر اس کو فضیلت و برتری عطا فرمادی جو دوسرے
مہینوں کو حاصل نہیں کہ قرآن مجید سمیت تمام آسمانی کتب کا
نزول اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں فرمایا۔ ارشاد
خداوندی ہے: شهر رمضان الذی انزل فیہ
القرآن (البقرہ) کہ رمضان المبارک وہ (بابرکت)
مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا۔ امام شوکانی رحمۃ
اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انزلت صحف ابراہیم فی اول لیلة من
رمضان وانزل الزبور ثمانی عشرة خلعت
من رمضان وانزل التوراة لست خلون
من رمضان وانزل الانجیل لثمانی

الحمد لله رب العالمین
والصلوة والسلام علی خاتم الانبیاء
والمرسلین۔ اما بعد فاعوذ باللہ من
الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن
الرحیم۔ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم
الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم
لعلکم تتقون (۲/البقرہ)

اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کا مقصد ان الفاظ
میں واضح فرمایا ہے کہ:

الذی خلق الموت والحیوة لیبیلوکم ایکم
احسن عملا۔ اللہ تعالیٰ نے زندگی اور موت کا نظام اس
لئے بنایا ہے تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے عمل
کون کرتا ہے اور پھر ان اعمال کی نشاندہی کرتے ہوئے اس
کی کچھ حدود و قیود بھی بیان فرمائی ہیں کہ فلاں فلاں عمل اللہ
تعالیٰ کی فرمانبرداری والا ہے اور فلاں فلاں عمل اللہ تعالیٰ کی
ناراضگی کا سبب ہے انہیں اعمال میں سے ایک عمل روزہ بھی
ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے اور یہ عمل اللہ تعالیٰ کو
اتنا محبوب ہے کہ اس کے متعلق ارشاد فرمایا:

کل عمل ابن آدم له الا الصیام
فانه لى وانا اجزی به (بخاری/۲۵۵ کتاب
الصوم) کہ آدم علیہ السلام کے بیٹے کا ہر عمل اس کے اپنے
لئے ہے سوائے روزے کے اس کا یہ عمل میرے لئے ہے اور
میں خود ہی اس کی جزا دوں گا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا:

حدیث میں الفاظ ہیں: **فاكملوا العدة ثلثین۔** کہ تم تیس تک گنتی مکمل کیا کرو۔

چاند دیکھنے کی دعا

رسول اللہ ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے:

هلال خیر و رشد هلال خیر و رشد هلال

خیر و رشد امننت بالذی خلقک۔ (اے اللہ)

اس کو خیریت اور ہدایت کا چاند بنا، میں اس ذات پر ایمان لایا جس نے (اے چاند) تجھے پیدا کیا۔ (ابوداؤد ۳۴۷/۲ کتاب الادب)

اس کے بعد آپ پھر یہ دعا پڑھتے:

الحمد لله الذى ذهب بشهر كذا وجاء

بشهر كذا (ابوداؤد ۳۴۷/۲) تمام تعریفیں اس اللہ ہی

کیلئے ہیں جو ایسا مہینہ لے آیا اور ایسا مہینہ لے گیا۔ اور ایک

دوسری حدیث میں یہ دعا بھی مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ

جب چاند کو دیکھتے تو فرماتے: **اللهم اهلہ علينا**

بالامن والايمان والسلامة والاسلام ربی

وربک الله (ترمذی ۱۸۳/۲ کتاب الدعوات) اے

اللہ اس چاند کو ہمارے لئے امن ایمان سلامتی اور اسلام والا

بنا۔ (اے چاند) میرا رب اور تیرا رب اللہ ہی ہے۔

نوٹ

آج کل چاند دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی جاتی

بلکہ حکومت کی اطلاع پر ہی انحصار کیا جاتا ہے اس لئے چاند

کے طلوع ہونے کی جب بھی خبر ملے تو آدی یہ دعا پڑھ سکتا

ہے۔

نیت روزہ

رسول اللہ ﷺ نے ہر عمل کا دارمدا نیت پر

قرار دیا ہے جو آدی جس کام کے لئے جس چیز کی نیت کریگا

اللہ تعالیٰ اس کو اس کے مطابق جزا دیگا۔ جیسا کہ ارشاد نبوی

ہے۔

کے چند ضروری مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔ ہر آدمی کو کوشش کرنی چاہئے کہ رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق گزارے اور رمضان المبارک کا ایک ایک لمحہ غنیمت جانتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیکیوں کو اپنائے اور برائیوں سے اجتناب کرے۔

استقبال رمضان

بعض لوگ رمضان المبارک کے استقبال کے

نام پر ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھ لیتے ہیں ایسا روزہ رکھنے

سے ہادی برحق ﷺ نے منع فرمایا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی

اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لا تقدموا**

صوم رمضان بیوم ولا یومین الا ان

یکون صوم یصومه رجل فلیصم ذالک

الصوم (ابوداؤد ۳۲۶/۱ کتاب الصوم) کہ نہ رکھو

رمضان سے پہلے ایک یا دو دن کا روزہ یا دو گروہ شخص جو اپنے

سے روزہ رکھتا ہے تو وہ رمضان سے پہلے روزہ رکھ سکتا ہے۔

مثلاً ایک آدمی ہر سوموار اور جمعرات کا روزہ ہمیشہ رکھتا ہے

اب رمضان المبارک منگل یا جمعہ کو شروع ہو رہا ہے تو یہ آدمی

اس دن سوموار یا جمعرات کا روزہ رکھ سکتا ہے کیونکہ اس نے

یہ روزہ معمول کے مطابق رکھنا ہے نہ کہ استقبال رمضان

کیلئے۔

رویت ہلال

رمضان المبارک کا روزہ چاند دیکھ کر رکھنا

چاہئے شک کی صورت میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ رسول

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا رايتموه فافطروا واذا رايتموه

فصوموا فان غم علیکم فاقدرو له

(بخاری ۲۵۵/۱ کتاب الصوم باب رویہ الہلال) جب تم

چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم اس کو دیکھو تو افطار کرو اگر تم

پر مطلع ابراؤد کر دیا جائے تو پھر تم اس کا اندازہ لگایا کرو (یعنی

شعبان اور رمضان کی گنتی ۳۰ تک مکمل کیا کرو جیسا کہ دوسری

کو مبعوث فرمایا آسمان سے وحی کے ذریعے کتابوں کی شکل میں احکامات نازل فرمائے اور سب سے آخر میں ختم الرسل ﷺ کو بھیجا جن کی تعلیمات قیامت تک لوگوں کو راہ ہدایت کی رہنمائی کرتی رہیں گی لیکن جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ لطف و کرم اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب رمضان المبارک کی پہلی رات ہوتی ہے تو سرکش جنوں اور شیطانوں کو قید کر دیا جاتا ہے اور دوزخ کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے تو ان میں سے کوئی دروازہ بھی کھولا نہیں جاتا۔

وینادی منادیا باغی الخیر اقبل

ویاباغی الشر اکثر ولله عتقاء من النار

وذا لک کل لیلة (ترمذی ۱۴۷/۱ کتاب الصوم)

اور منادی کرنے والا منادی کرتا ہے اے بھلائی میں رغبت

رکھنے والے آگے بڑھ اور اے برائی کی رغبت رکھنے والے

باز آ جا اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہی جہنم سے آزاد کرنا ہے اس پر یہ

عمل ہر رات جاری رہتا ہے اور اور اللہ تعالیٰ نے رمضان

المبارک کے اس مہینہ کے دن رات لیل و نہار اور ایک ایک

لمحے کو بابرکت بنا دیا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد

فرمایا: من قام رمضان ايمانا واحتسابا

غفر له ما تقدم من ذنبه (بخاری ۲۶۹/۱ باب

فضل من قام رمضان) کہ جس شخص نے ایمان کی حالت

میں ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا (یعنی رات کو نماز

پڑھی) اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور

دوسری حدیث میں یہ الفاظ ہیں۔ **من صام رمضان**

ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه

(بخاری ۲۵۵/۱ باب من صام رمضان) جس نے رمضان

کا روزہ رکھا ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے اس کے

پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ ان تمام احادیث سے

رمضان المبارک کی فضیلت ثابت ہو جاتی ہے اس کے علاوہ

بھی بے شمار آیات و احادیث ہیں۔ جن میں ماہ رمضان کے

فضائل بیان ہوئے ہیں۔ اختصار کے پیش نظر اس پر اکتفا کر

انما الاعمال بالنیات وانما لکن امری
مانوی (بخاری ۲/۱ باب کیف کان بدء الوئی)

”بے شک اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے بے شک آدمی کیلئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی“
اس لئے ہر عمل کرنے سے پہلے اس کا مواللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کیلئے کرنے کی نیت کرنی چاہئے مگر روزے کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ روزے کی نیت رات کو ہی فجر سے پہلے کر لینی چاہئے کیونکہ جو آدمی فرضی روزے کی نیت فجر سے پہلے نہیں کریگا اس کا روزہ نہیں ہوگا۔ ارشاد پیغمبر ﷺ ہے:

من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام له (ابوداؤد ۳۳۰/۱ کتاب الصوم) ترمذی ۱۵۳/۱ ابوب الصوم نسائی ۲۶۱/۱ کتاب الصوم) جو شخص فجر سے پہلے روزے کی نیت نہیں کریگا اس کا روزہ نہیں ہوگا۔ اس لئے ضروری ہے کہ صبح کے روزے کی نیت رات کو ہی کر لی جائے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ فجر کے بعد بھی زوال سے پہلے پہلے نیت کر سکتا ہے تو یہ فرضی روزے میں درست نہیں اور نیت کا تعلق دل کے ارادے اور عزم سے ہے جو لوگ زبان سے وبصوم غد نیت من شهر رمضان کے الفاظ کہتے ہیں وہ خلاف سنت کام کرتے ہیں۔ اس لئے اس سے اجتناب ضروری ہے اور پھر ذرا اس کے معانی پر غور کریں تو عقلاً بھی یہ لفظ کہنا درست نہیں کیونکہ ان الفاظ کے معانی ہیں میں نے کل کے روزے کی نیت کی اور یہ الفاظ سحری کے کھانے کے بعد کہے جاتے ہیں جیسا کہ ٹی وی اور ریڈیو پر بھی سنائے جاتے ہیں سوال یہ ہے کہ اگر تو اسی دن کے روزے کی نیت کر رہا ہے تو کل کے روزے کی نیت کہہ کر جھوٹ بول رہا ہے اور اگر آئندہ آنے والے کل (دن) کی نیت کر رہا ہے تو پھر جس دن کا یہ روزہ رکھ رہا ہے اس کی نیت کہاں گئی اس لئے یہ الفاظ غلط ہیں نہ تو عقلاً صحیح ہیں اور نہ ہی قرآن و حدیث میں اس کا کوئی ثبوت ہے۔

قیام اللیل

وہیے تو ہر مسلمان کو قیام اللیل کا ہر رات اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بہت زیادہ فضیلت بیان فرمائی ہے لیکن رمضان المبارک میں اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه۔ جو شخص رمضان کا قیام ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے کریگا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں مگر یہ بات یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں صرف وہی اعمال قبول ہوتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق ہوں۔ جو اعمال آپ ﷺ کی سنت کے خلاف ہوں گے وہ ہرگز قبول نہیں کئے جائیں گے خواہ وہ اجر و ثواب کے لحاظ سے بہت بھاری ہی کیوں نہ ہوں؟ ناطق وحی رسول حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهورد (بخاری ۱/۱ کتاب الصلح - مسلم ۷۷۷/۱) کہ جو شخص بھی ہماری شریعت میں کوئی ایسا عمل ایجاد کریگا جو اس میں نہیں ہے تو وہ عمل رد کر دیا جائیگا اس لئے ہر آدمی کو چاہئے کہ اپنی زندگی کے ایک ایک عمل کو اسوہ رسول اللہ ﷺ کے مطابق ادا کرے تاکہ وہ قبولیت کا درجہ حاصل کر کے اجر و ثواب کا باعث ہو رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ آپ رمضان اور غیر رمضان میں وتر سمیت گیارہ رکعات عشاء اور فجر کی نماز کے علاوہ رات کو ادا فرمایا کرتے تھے۔ غیر رمضان میں آپ ﷺ تہجد کے وقت ادا فرماتے تھے اور رمضان المبارک میں آپ نے تین دن مختلف اوقات میں ادا فرما کر امت کی سہولت کیلئے عشاء کے متصل بعد پڑھنے کی بھی اجازت فرمادی۔ آپ ﷺ کی اس نماز کو قیام اللیل تہجد اور تراویح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ہمارے معاشرے میں تراویح کے نام سے مشہور ہیں تو اس لحاظ سے تراویح کی

نماز وتر سمیت گیارہ رکعت ہی سنت قرار پائی اس سے کم یا زیادہ رکعات کو سنت رسول ﷺ نہیں کہا جاسکتا کیونکہ ام المؤمنین صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ما کان رسول اللہ ﷺ یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدى عشرة رکعة (بخاری ۱۵۳/۱ کتاب التہجد باب قیام اللیل ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ) کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں کرتے تھے اس لئے سنت تراویح وتر سمیت گیارہ رکعات ہی ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں حدیث سے بھی ثابت ہے اور جید علمائے احناف کے اقوال بھی اس پر دلالت کرتے ہیں کہ میں رکعت یا اس سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی سنت نہیں ہے۔ تفصیل کا یہاں محل نہیں اگر مقصود ہو تو اس مسئلہ پر مستقل کتب موجود ہیں ان کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

رات کے آخری حصے میں اور فجر سے پہلے کھانا کھانے کو سحری کا کھانا کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: **تسحروا فان فی السحور بركة** (بخاری ۲۵۷/۱ کتاب الصوم مسلم ۳۵۹/۱ کتاب الصوم) سحری کھایا کرو بے شک سحری کھانے میں برکت ہے۔

سحری کا وقت

سحری کھانے کا بہترین وقت سحری کے آخری وقت یعنی فجر سے پہلے کھانا ہے بعض ۳-۴ گھنٹے یا اس سے کم یا زیادہ وقت پہلے کھانا کھا لیتے ہیں اور پھر بعض فجر کی نماز تک سوئے رہتے ہیں اور بعض اس کے بعد تک تو یہ درست نہیں ہے۔ روزہ تو اگرچہ ہو جائیگا مگر ایسا شخص سحری کی برکت سے محروم ہوگا کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ دیر سے سحری کھاتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تسحرونا

مع رسول اللہ ﷺ ثم قام الى الصلوة قلت كم كان بين الاذان والسمع قال قدر خمسين آية (بخاری ۱/۲۵۷ کتاب الصوم) ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سحری کی۔ پھر آپ نماز کیلئے کھڑے ہوئے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے کہا کہ اذان اور سحری کے درمیان کتنا وقفہ تھا (تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا) کہ جتنے وقت میں پچاس آیات پڑھی جاسکتی ہیں۔ اس لئے سحری ہمیشہ آخری وقت میں کھانی چاہئے۔ اگر آدمی جنبی ہو اور صبح وقت کم ہے تو وہ وضو کر کے سحری کھالے بعد میں غسل کر کے نماز پڑھ لے اس کا روزہ درست ہے۔ بعض لوگ ایسی صورت میں غسل کے پھر میں سحری کھانے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ امہات المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ اور امہ سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ کان یدرکہ الفجر وهو جنب من اہله ثم بغتسل ویصوم (بخاری ۱/۲۵۸ کتاب الصوم مسلم ۱/۲۵۳ کتاب الصوم) بے شک رسول اللہ ﷺ کو جنابت کی حالت میں فجر ہو جاتی (تو آپ سحری کھالیتے پھر غسل کرتے اور روزہ رکھتے)

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

بعض امور ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حيض ونفاس

جس عورت کو روزے کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو جائے تو وہ روزہ چھوڑ دے کیونکہ اس کا روزہ ختم ہو جاتا ہے اور جب اس کے یہ ایام گزر جائیں تو باقی روزے رکھے اور جتنے روزے اس کے چھوٹ گئے ہیں رمضان المبارک کے بعد ان کی قضاء دے لے کیونکہ

رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ عورتوں کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا:

أليس اذا حاضت لم تصل ولم تصم (بخاری ۱/۳۴ کتاب الحيض) کہ کیا یہ صورت نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہو جاتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ ہی روزہ رکھتی ہے؟

جماع

اسی طرح اگر کوئی آدمی اپنی بیوی سے حالت روزہ میں جماع کرے تو ان دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور ایسا کرنے والا شخص روزے کی قضاء دے گا اور روزہ توڑنے کا کفارہ بھی ادا کریگا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا:

هلكت قال مالک قال وقعت علی امراتی وانا صائم قال رسول اللہ هل تجد رقبة تعتقها قال لا قال فهل تستطيع ان تصوم شهرين متتابعين قال لا قال فهل تجد اطعام ستين مسکینا قال لا..... الخ (بخاری ۱/۲۵۹ کتاب الصوم)

اللہ کے رسول ﷺ میں ہلاک ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے تو اس نے کہا کہ میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو طاقت رکھتا ہے کہ ایک غلام آزاد کرے؟ وہ کہنے لگا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تو مسلسل دو مہینے روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور ایک ٹوکرا کھجوروں کا لایا گیا آپ نے فرمایا کہ یہ ٹوکرا لے اور تمام کھجوریں غریبوں مسکینوں میں تقسیم کر دے اس نے عرض کیا اللہ کے رسول مدینہ میں مجھ سے زیادہ غریب بھی کوئی نہیں ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا جاگھر جا کے کھالے اللہ تیرا کفارہ قبول

کرے گا۔

تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی روزے کی حالت میں جماع کرے بولا تو وہ ایک غلام آزاد کرے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دو ماہ مسلسل روزے رکھے اور اگر یہ بھی نہ کر سکتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آدمی رمضان المبارک میں ایسی غلطی کرے اور کفارہ ادا کر دے کیونکہ مالدار لوگوں کیلئے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھانا کوئی مشکل نہیں ہے۔ ایسا کرنا بہت سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حدود کو توڑنا ہے یہ کفارہ تو صرف اس صورت میں ہے کہ آدمی اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکا اور اس سے یہ فعل ہو گیا ورنہ ہر انسان کو حتیٰ الوسع پرہیز کرنا چاہئے اور جان بوجھ کر ایسی غلطی نہیں کرنی چاہئے۔

قے کرنا

اگر کسی آدمی کو خود قے آجائے تو اس کا روزہ ٹوٹتا نہیں اور اگر کوئی جان بوجھ کر قے کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے خواہ تھوڑی قے کرے یا زیادہ۔ بعض لوگوں نے جو تقسیم کی ہوئی ہے کہ منہ بھر کر آئے یا ایک ہی دفعہ زیادہ آئے تو پھر روزہ ٹوٹتا ہے یہ سب غلط ہے۔ قے تھوڑی ہو یا زیادہ اگر جان بوجھ کر کی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من زرعہ القئی فلیس علیہ قضاء ومن استقاء عہدا افلیقض (ترمذی ۱/۱۵۳ ابواب الصوم) جس شخص کو خود قے آجائے اس پر قضاء نہیں اور جو جان بوجھ کر قے کرے تو وہ قضاء دے۔

کھانا پینا

روزے کی حالت میں جان بوجھ کر کھانے پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذا نسی فاکل او شرب فلیتم صومه فانما اطعمہ اللہ

وسقاه (بخاری ۲۵۹/۱ کتاب الصوم) جب کوئی آدمی بھول کر کھایا پی لے تو وہ اپنا روزہ مکمل کرے بے شک اس کو اللہ تعالیٰ نے کھلا دیا اور پلا دیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جان بوجھ کر کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

روزے کی حالت میں جن کاموں سے پرہیز لازمی ہے۔

روزہ صرف کھانے پینے کو ترک کرنے کا ہی نام نہیں بلکہ ہر اس عمل سے پرہیز کرنا لازمی ہے جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے یا جن کاموں کو ناپسند کیا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ اگر روزے کی حالت میں بعض جائز امور مثلاً کھانا پینا اور جماع وغیرہ حرام ہو جاتے ہیں تو جو کام شریعت میں سرے سے ہیں ہی حرام وہ کیونکر جائز ہو سکتے ہیں؟ آج ہمارے اکثر لوگ روزہ تو رکھ لیتے ہیں۔ مگر پھر سارا دن ٹی وی یا وی سی آر پر گندی فلمیں یا ڈرامے دیکھتے ہیں گزاردیتے ہیں۔ بعض فحش گانے سنتے ہیں اور کوئی لذت اور شہرت پر جو اٹھکھٹا ہوا ہے کہتا ہے کہ جی روزہ بھی تو نبھاتا ہے۔

میرے بھائیو یہ سب کام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کے ہیں ان سے عام ایام میں بھی پرہیز لازمی ہے چہ جائیکہ رمضان المبارک میں روزے کی حالت میں کئے جائیں اسی طرح بعض نوجوان سکولوں اور کالجوں کے گھٹوں پہ منڈلاتے رہتے ہیں اور رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تو بازاروں میں نوجوانوں کی بھیڑ ہوتی ہے۔ میری ماؤں بہنوں سے بھی گزارش ہے کہ اولاً تو کوشش کریں کہ خود بازار سے شاپنگ کرنے کی بجائے اپنے باپ بیٹے خاوند یا بھائی کے ذریعے مطلوبہ چیز منگوائیں اگر کوئی مجبوری ہو تو اپنے کسی محرم کے ساتھ جا کر رمضان المبارک کے ابتدائی ایام میں خرید سکتی ہیں۔ کوئی چاند رات کو جانا تو ضروری نہیں ہے جس طرح بعض آوارہ

نوجوان اپنے گھروں سے بے فکر بازاروں میں آوارہ گردی کرتے ہیں اسی طرح بعض عورتیں بھی بن ٹھن کر صرف بازاروں کی رونق اور ہلہ گلہ دیکھنے کیلئے جاتی ہیں۔ یاد رکھو یہ سارے اعمال روزے کو برباد کر دیتے ہیں۔ ہادی کائنات ﷺ نے اپنی مبارک زبان نبوت سے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالْعَمَلَ بِهِ فَلَيْسَ لَّهُ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ (بخاری ۲۵۵/۱ کتاب الصوم)

جو شخص جھوٹ اور گناہ کے کام نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ (یعنی اس کا کھانا پینا چھوڑنا اور کھاتے پیتے رہنا برابر ہے) اسی طرح چٹائی، غیبت، لڑائی، جھگڑا، گالی گلوچ، حرام دیکھنا، ناجائز سنتا اور بولنا سب کام روزے کے متنافی ہیں۔ اس لئے ان سے اعتنا ابھٹائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکی کرنے اور برائیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

جائز امور

روزے کی حالت میں بعض ایسے کام بھی ہیں جن کا کرنا جائز ہے مثلاً غسل کرنا، تیل لگانا، سرمہ لگانا، آئینہ دیکھنا، کنگھی کرنا وغیرہ جائز ہے ان سے روزے کی صحت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

افطاری

سارا دن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق روزے کی حالت میں گزرا کر اب افطاری کا وقت ہوا ہے تو اس وقت جتنی خوشی روزے دار کو ہوتی ہے اس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے کوئی دوسرا شخص بیان نہیں کر سکتا۔ خود رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرَحٌ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرَحٌ بِصَوْمِهِ (بخاری ۲۵۵/۱ کتاب الصوم)

کہ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی تو اس کو افطار کے وقت ہوتی ہے اور ایک خوشی قیامت کے دن ہوگی مگر بعض لوگ افطاری کے وقت تاخیر کرتے ہیں وہ کہتے ہیں جی سارا دن روزہ رکھا ہوا ہے اب پانچ منٹ اور انتظار نہیں کر سکتے اور اس طرح وہ دیر سے افطار کرتے ہیں۔ حالانکہ جب سورج غروب ہو جائے تو پھر تاخیر نہیں کرنا چاہئے بلکہ جلدی افطار کر لینا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِغَيْرِ مَا عَجَلُوا الْفِطْرَ (بخاری ۲۶۳/۱ باب تعیل الافطار) جب تک لوگ افطاری میں جلدی کریں گے اس وقت تک بھلائی پر رہیں گے۔

افطاری کروانا

افطاری کے وقت کوشش کرنی چاہئے کہ کسی دوسرے بھائی کا روزہ افطار کر دیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ فِطَرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا (جامع ترمذی ۱۶۶۱ جامع ابواب الصوم)

جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کروایا تو اس کو اس کی مثل اجر ملے گا اور روزے دار کے ثواب میں سے بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

تو اس طرح آدمی کو اپنے روزے کا ثواب تو ملتا ہی ہے ساتھ ہی اس کو دوسرے کے روزے کا بھی اجر مل جائیگا۔ بلکہ تمام لوگوں کو کوشش کرنی چاہئے کہ ایک دوسرے کی چیز سے روزہ افطار کریں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم تو صرف اپنی چیز سے ہی روزہ افطار کریں گے تاکہ ہمارا ثواب بیکار کسی دوسرے افطار کروانے والے کو نہ مل جائے تو میرے بھائیو! رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمادی ہے کہ اس سے روزے دار کے اجر و ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ روزہ کی افطاری کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا پڑھتے تھے۔

فرض رسول اللہ ﷺ زکوٰۃ
الفطر صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر
على العبد والحر والذکر والانشی
والصغیر والكبیر من المسلمین (بخاری)

۲۰۴/۱ باب فرض صدقۃ الفطر
 رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر فطرانہ فرض کیا ہے ایک صاع کھجوروں سے یا ایک صاع جوئے خواہ غلام ہو یا آزاد مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا۔ اس لئے ہر مسلمان کو خواہ وہ روزے رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو فطرانہ ادا کرنا چاہئے جو کہ ایک صاع ہے۔ آج ہمارے مروجہ طریقہ کے مطابق دو کلو سو گرام کے قریب بنتا ہے اس لئے احتیاطاً تقریباً اڑھائی کلو گرام یا اس کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق قیمت ادا کرنی چاہئے۔ جہاں آنا استعمال ہوتا ہے مثلاً شہری علاقوں میں وہاں آئے کی قیمت اور جن علاقوں میں چاول زیادہ استعمال ہوتا ہے وہاں چاول کی قیمت یا جس چاول ادا کئے جائیں۔

فطرانہ کا وقت

فطرانہ عید کی نماز ادا کرنے سے قبل ادا کرنا چاہئے۔ ہمارے بعض علاقوں میں لوگ عید الفطر کی صبح کو فطرانہ ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ چاہئے کہ دو چار دن پہلے ادا کر دیا جائے۔ تاکہ اس کا جو ایک مقصد غرباء و مساکین کو عید کی خوشیوں میں شریک کرنا ہے وہ بھی شریک ہو سکیں مثلاً کوئی بچوں کیلئے کپڑے بنالے گا جو تاخیر لے لے گا یا عید کے دن اچھے کھانے کا بندوبست کر لے گا جبکہ عید کے دن فطرانہ کی رقم ملنے پر کماحقہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ایک یا دو دن پہلے فطرانہ ادا کر دیتے تھے جیسا کہ بخاری میں منقول ہے۔

کانو یعطون قبل الفطر بیوم او یومین (بخاری ۲۰۵/۱) کہ صحابہ کرام فطرانہ عید سے ایک یا دو دن پہلے ادا کر دیتے تھے۔

عبادت کریں مگر اس کو اعتکاف نہیں کہا جاسکتا۔ متکلف آدمی ضرورت کے وقت اپنے گھر میں بھی جاسکتا ہے۔ مثلاً اس کو مسجد میں کھانا پہنچانے والا کوئی نہیں تو کھانے کیلئے گھر جا سکتا ہے یا کوئی اسی طرح مجبوری میں جائے تو وہ گھر جائے مگر زیادہ دیر ٹھہرنے کی بجائے ضرورت پوری کر کے فوراً مسجد میں واپس آئے۔

صدقۃ الفطر

مسلمان جب رمضان المبارک کا مہینہ روزے کی حالت میں گزارتے ہیں تو اس ماہ مبارک کے آخر میں کچھ صدقہ کرنا رسول اللہ ﷺ نے فرض فرمایا ہے۔ کیونکہ اس سے ایک تو اللہ تعالیٰ کے حضور شکر یہ کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائی اور دوسرا اگر دوران روزہ کوئی لغزش، غلطی ہو گئی تو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کی کوپورا فرما دیتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

فرض رسول اللہ ﷺ زکوٰۃ
الفطر طہرۃ للصیام من اللغو والرفث
وطعمۃ للمساکین۔ (ابوداؤد ۲۳۴/۱ کتاب الزکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر فرض کیا جو کہ روزوں کیلئے پاکیزگی ہے فضولیات اور گناہوں سے اور مسکین کیلئے کھانا ہے کتب احادیث میں فطرانہ کو صدقہ فطر یا زکوٰۃ الفطر کہا گیا ہے مگر ہمارے ہاں چونکہ فطرانہ کا لفظ معروف اور مستعمل ہے اس لئے بات کو واضح کرنے کیلئے اس کو فطرانہ بھی کہا جائیگا۔ اور یہ فطرانہ ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ غلام ہو یا آزاد غریب ہو یا امیر اس میں مال کا کوئی نصاب مقرر نہیں ہے بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ فطرانہ اس پر فرض یا واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے تو یہ غلط ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ (ابوداؤد ۲۳۹/۱ کتاب الصوم)
 اے اللہ میں نے تیرے لئے ہی روزہ رکھا اور تیرے رزق سے ہی افطار کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ افطاری کر لیتے تو یہ دعا پڑھتے۔

ذَهَبَ الظَّمَا وَابْتَلَّتِ الْعُرُوۡقُ
بَثِّبَتِ الْاَجْرَانِ شَاءَ اللّٰهُ (ابوداؤد ۳۲۸/۱ کتاب الصوم)

پیاس ختم ہو گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اجر ثابت ہو گیا اس لئے یہی دعائیں پڑھنی چاہئیں خود ساختہ الفاظ کہنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

اعتکاف

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مسجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے بیٹھنے کو اعتکاف کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

کان رسول ﷺ یعتکف العشر الاخیر من رمضان (بخاری ۲۷۱/۱ بواب الاعتکاف)

رسول اللہ ﷺ رمضان کا آخری عشرہ اعتکاف کرتے تھے۔ اعتکاف صرف مسجد میں ہی ہو سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ولا تباشروہن واتم عاکفون
فی المساجد (البقرۃ)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ولا اعتکاف الا فی مسجد جامع

ابوداؤد ۳۳۲/۱ کتاب الصیام کہ اعتکاف صرف جامع مسجد میں ہی ہوتا ہے اسی طرح متکلف آدمی کیلئے روزے کی حالت میں بھی ہونا ضروری ہے۔ عورتیں بھی اعتکاف کر سکتی ہیں مگر مسجد میں اگر مساجد میں عورتوں کے اعتکاف کا انتظام نہ ہو تو وہ اعتکاف نہ کریں آج کل گھروں میں عورتیں اعتکاف کر لیتی ہیں تو یہ درست نہیں ہے ویسے اللہ تعالیٰ کی